99 ZILZAAL Madany Verses 8

سورۂ زلزال

مدینہ منورہ میں نازل ہوا اسمیں آٹھ آیتیں ہیں

ماقبل سے ربط اس سورۃ شریفہ کا ربط اور مناسبت سورۂ ماقبل سے دو طرح ہے ایک یہ کہ سورۂ ماقبل میں بنی آدم کے ہر دو فریق مومنین اور کفار کی جزا کا بیان فرمایا گیا تھا۔ جزا ایمان وکفر کی اور جزا اعمال حسنہ اور سیئہ کی۔ یہاں اس کی وضاحت فرمائی جا رہی ہے کہ عمل کتنا ہی چھوٹا اور معمولی ہو اس کی بھی جزا ہر ایک کو مل کر رہیگی اور ہر ایک فریق اپنے اپنے عمل کی جزا ملتی ہوئی دیکھ لیگا۔ دوسری وجہ مناسبت یہ کہ یہ جزا قیامت میں ملنے والی ہے تو یہاں یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ قیامت کب ہوگی؟ اس کا جواب یہ دیا جا رہا ہے کہ اس کا ٹھیک وقت، اللہ سبحانہ نے مخفی رکھا ہے اس مخفی رکھنے میں بڑی بڑی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ البتہ قیامت کی چند نشانیاں ہیں جو اس کے آنے سے پہلے نمودار ہونگی جب ان علامات اور نشانیوں کا ظہور ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ قیامت کے آنے میں

اب زیادہ دیر نہیں رہی۔ آ رہی ہے۔ یہاں منجملہ اور نشانیوں کے چند علامات کو
بیان فرمایا گیا ہے۔

سورۂ زلزال مدنیہ ہونے کا ثبوت

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں: لما نزلت فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال
ذرۃ شرا یرہ۔ قلت یا رسول اللہ! انی لراء عملی قال نعم قلت الکبار
الکبار قال نعم قلت الصغار الصغار قال نعم قلت واثکل امی قال ابشر
یا ابا سعید فان الحسنۃ بعشر امثالھا۔ (ابن ابی حاتم) جب اس سورت شریفہ
کی آخری آیتیں نازل ہوئیں (جن کا ترجمہ یہ ہے) جس کسی نے ذرہ برابر بھلائی کی
ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اس کو بھی دیکھ لیگا۔"
تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ حقیقت ہے کہ میں اپنے اعمال دیکھوں گا؟
تو آپ نے فرمایا ہاں (ضرور دیکھو گے پھر) میں نے عرض کیا کیا بڑے بڑے کام (جو میں نے
کئے ہیں ان کو دیکھوں گا؟) ارشاد اقدس ہوا کہ ہاں۔ (پھر) میں نے عرض کیا چھوٹے
چھوٹے عمل (اچھے یا برے جو مجھ سے سرزد ہوئے ان کو بھی دیکھوں گا) تو ارشاد مبارک
ہوا کہ ہاں (چھوٹے بڑے اچھے برے سبھی عمل دیکھوگے۔) میں نے عرض کیا! پھر تو
(مجھے مرنا ہی بہتر ہے اور) میری والدہ کو میرے لئے روتی ہی رہنا چاہئے۔) آپ نے

ارشاد فرمایا:۔ ابو سعید! خوش ہو جاؤ کہ تم جو نیکی کرو گے ایک کی جگہ دس نیکیاں دیکھو گے (اور جو برائی کی ہوگی وہ ایک ہی دکھائی جائے گی") علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں یہ ظاہر ہے کہ ابو سعید خدریؓ کی ملاقات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدینۂ پاک ہی میں ہوئی جبکہ یہ ہنوز نابالغ تھے اور غزوۂ احد جو ۳ھ میں ہوا اس کے بعد یہ سن بلوغ کو پہنچے تھے۔ اس سے ثابت ہے کہ یہ سورت شریفہ مدینہ منورہ ہی میں نازل ہوئی۔ یہی قول حضرت سیدنا ابن عباسؓ قتادہؒ اور مقاتلؒ کا ہے۔ واللہ اعلم۔

اذازلزلت آدھے قرآن کے برابر ہے

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من قرأ اذازلزلت عدلت لہ بنصف القرآن۔ (ترمذی، ابن مردویہ، بیہقی) جس نے سورۂ اذا زلزلت پڑھ لیا تو (یہ ایک سورت) اس کے حق میں نصف قرآن کی تلاوت کے برابر ہوگی"۔ حضرت ابن عباسؓ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سرورِ کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات سے سنا آپ فرمایا کرتے تھے:۔ من قرأ فی لیلۃ اذازلزلت کان لہ عدل نصف القرآن۔ (ابن مردویہ) جس نے رات کو (سوتے وقت) سورۂ اذا زلزلت کو

پڑھ لیا تو یہ آدھا قرآن کریم پڑھ لینے کے برابر ہوگا" یعنی اس کو نصف قرآن پڑھنے کے برابر ثواب ملیگا ۔ یہ اس اعتبار سے کہ قرآن کریم میں جو کچھ ارشاد ہوا ہے یا تو اس کا تعلق دار دنیا سے ہے یا دار آخرت سے ۔ اور اس سورت شریفہ میں دار آخرت کا بیان فرمایا گیا ہے لہذا یہ سورت شریفہ نصف قرآن کے برابر ہوئی واللہ اعلم ۔ اِن احادیث شریفہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس سورت کریمہ کا نام اذا زلزلت بھی ہے ۔ جو اس کے شرف کی دلیل ہے ۔

اذا زلزلت سے حضور انورؐ کی محبت

قبیلۂ جہینہ کے رہنے والے صحابیؓ فرماتے ہیں : ــــ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی الصبح اذا زلزلت فی الرکعتین کلتیھما فلا ادری أنسی ام قرأ ذلک عمدا ۔ (ابوداؤد بیہقی) انھوں نے حضور نبی الکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز فجر کی دونوں رکعتوں میں سورہ اذا زلزلت تلاوت فرماتے ہوئے سنا ۔ ان صحابیؓ کا بیان ہے میں نہیں جانتا کہ حضور اکرمؐ نے اس سورۃ کو ہر دو رکعت میں بھول کر تلاوت فرمایا یا عمداً " فقیر عرض کرتا ہے ' ہوسکتا ہے کہ دوسری رکعت میں ضم سورہ کے وقت آپ کو یاد نہ رہا کہ پہلی رکعت میں آپ اذا زلزلت تلاوت فرما چکے ہیں اس لئے دوسری رکعت میں بھی وہی سورت تلاوت فرمائی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ

بیان جواز کے لئے ایسا عمل قصداً و ارادۃً فرمایا۔ تا لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت پڑھنے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔ نماز ہو جاتی ہے بیان جواز کے لئے احیاناً ایسا عمل کر سکتے ہیں۔ حضرت سعید بن المسیب تابعی سے بھی یہ روایت مروی ہے۔

حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں :۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی بعد الوتر وھو جالس یقرأ فیھما اذا زلزلت وقل یا ایھا الکافرون۔ (امام احمدؒ، محمد بن نصر، طبرانی، بیہقی) حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر کے بعد ایک دوگانہ بیٹھکر ادا فرمایا کرتے اور اس کی ایک رکعت میں اذا زلزلت اور دوسری رکعت میں قل یا ایھا الکافرون کی تلاوت فرماتے تھے۔ حضرت انسؓ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ **فقیر** عرض کرتا ہے کہ یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات خاصہ سے ہے کہ آپ بیٹھے ہوئے نماز ادا فرمائیں تو بھی آپکو قیام کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ نیز تہجد کے طویل قیام کے بعد آپ تھک جاتے تھے اس لئے آپ وتر کے بعد کی دو رکعتیں بیٹھکر ادا فرماتے تھے۔ اسی طرح اگر کوئی مصلی تھک جانے کی وجہ سے یا مرض وغیرہ کی بنا پر بیٹھ کر نماز ادا کرے تو اس کو بھی پورا ثواب ملیگا ورنہ قیام کے مقابلے میں بیٹھکر نماز ادا کرنے کا ثواب

نصف ہوگا جیسا کہ دیگر احادیث شریفہ میں صراحت موجود ہے۔

اذا زلزلت کی جامعیت

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:—

اتی رجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اقرئنی یا رسول اللہ قال لہ اقرأ ثلاثا من ذوات الراء فقال لہ الرجل کبرسنی واشتد قلبی وغلظ لسانی قال اقرأ ثلاثا من ذوات حٰمٓ فقال مثل مقالتہ الاولیٰ فقال اقرأ ثلاثا من المسبحات فقال مثل مقالتہ ولکن اقرئنی سورۃ جامعۃ فاقرأ اذا زلزلت الارض زلزالھا حتی فرغ منھا قال الرجل والذی بعثک بالحق لا ازید علیھا ثم ادبر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افلح الرویجل افلح الرویجل۔ (امام احمدؒ ابوداؤدؒ نسائیؒ حاکم بروایت صحیحہ ابن مردویہؒ بیہقیؒ) حضرت رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں ایک شخص آیا اور عرض کیا یارسول اللہ! مجھے کچھ پڑھائیے آپ نے اس سے فرمایا کہ جن سورتوں کی ابتدا الٓرٰ سے ہوتی ہے ان میں سے تین پڑھ لیا کرو۔ اس شخص نے عرض کیا کہ میں سن رسیدہ ہوچکا اور میرا دل بھی سخت ہوگیا اور میری زبان بھی موٹی ہوگئی (اتنی بڑی بڑی سورتیں مجھ سے پڑھی نہیں جائیں گی) آپ نے فرمایا کہ جن سورتوں کا آغاز حٰمٓ سے ہوتا ہے ان میں سے کوئی تین سورتیں

پڑھ لیا کرو۔ یہ سن کر پھر اس نے وہی عرض کیا جو پہلے عرض کیا تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا
کہ جن سورتوں کو سبّح یا یُسبّح سے شروع فرمایا گیا ہے ان میں سے کوئی تین سورتیں
پڑھ لیا کرنا۔ اس نے پھر وہی معروضہ کیا اور کہنے لگا کہ مجھے کوئی ایک جامع سورہ
پڑھا دیجئے۔ اس پر آپ نے سورۃ اذا زلزلت پڑھا دی۔ تاآنکہ اس سے فارغ
ہو گیا۔ اب اس نے کہا اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق دیکر بھیجا میں اس سے
بڑھ کر اور کچھ نہیں پڑھوں گا۔ یہ کہہ کر چلا گیا۔ اس پر حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے فرمایا۔ اس چھوٹے سے شخص کی کامیابی ہو گئی۔ اس شخص نے فلاح پائی۔"

اسی سے سورۂ اذا زلزلت کی فضیلت اور جامعیت ظاہر ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔"

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۙ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ 99-1 99-2
اَثْقَالَهَا ۙ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۚ جب ہلا ڈالی جائے زمین اسکے 99-3
زلزلے سے، اور نکال باہر کرے زمین اپنے اندر کے بوجھ، اور کہے آدمی اس کو کیا
ہو گیا؟"

شدید ترین زلزلہ نفخ صور کا نتیجہ	مومنین صالحین کو ان کے ایمان اور اعمال صالحہ کی

جزاء اور کفار و منکرین کو ان کے کفر اور انکار کی سزا دی جانے کا وقت وہ ہوگا جبکہ زمین پر ایک شدید ترین قسم کا زلزلہ آئے اتنا سخت کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے ایسا زبردست زلزلہ کبھی نہیں آیا۔ اور نہ آئندہ اس کے بعد کبھی آئے گا۔ قیامت کے قریب جب حکم الٰہی سے حضرت اسرافیل علیہ السلام پہلی بار صور پھونکیں گے تو صور کی ایسی ہولناک آواز ہوگی کہ ساری زمین کانپ اٹھے گی اور تہ و بالا ہو جائے گی۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔ تحرکت من اسفلها۔ (عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ) زمین کا سب سے نچلا حصہ تک حرکت میں آجائے گا" اور زمین کا سارا سکون درہم برہم ہو جائے گا۔ یوں تو ہم اخبارات میں دیکھتے اور سنتے آرہے ہیں کہ زمین پر زلزلے آتے ہی رہتے ہیں۔ کہیں معمولی سا جھٹکا ہوتا ہے تو کہیں اس کی شدت رہتی ہے پھر کہیں ذرا سی دیر میں یہ کیفیت دفع ہو جاتی ہے تو کہیں اس کا سلسلہ دیر تک قائم رہتا ہے مگر جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ زمین کے ایک مخصوص حصے کی حد تک رہتا ہے اگرچہ اُس خطہ پر بسنے والوں کے حق میں قیامت سی آجاتی ہے لیکن دوسرے اہل زمین کو اس کی خبر تک نہیں ہونے پاتی۔ مگر قرب قیامت کا زلزلہ وہ بھی قیامت سے کم نہیں۔ چنانچہ خود اللہ سبحانہ نے دوسری جگہ فرمایا:۔ انّ زلزلة الساعة شیئ عظیم۔ ساعت قیامت کا زلزلہ

بڑا (سنگین پر شکوہ) واقعہ ہے" اس کی تفسیر سورۂ حج کے آغاز میں حضرت سید الشیوخ علیہ الرحمہ کے قلم فیض رقم سے گزر چکی ہے۔ وہاں ملاحظہ کرلی جائے۔ بہرحال جب یہ زلزلہ ہو تو سمجھ لیا جائے کہ جزائے اعمال کا وقت آچکا ہے۔ منجملہ اور نشانیوں کے یہ بھی قیامت کی ایک کھلی اور واضح نشانی ہے۔

نفخ ثانی کے نتائج اس کے بعد دوسرا صور پھونکا جائے گا تو اخرجت الارض اثقالها۔ زمین اپنے اندر کے بوجھ باہر نکال لائے گی" زمین کے اندر کے بوجھ کیا ہیں؟ ان کی نسبت احادیث شریفہ میں صراحت فرمائی گئی ہے۔ حضرت عطیہ عوفیؓ اس کی تفسیر یہ فرماتے ہیں:۔ ما فیها من الکنوز والموتی۔ (ابن ابی حاتم) زمین میں جو کچھ دفینے خزانے اور معادن ہیں۔ نیز اس میں جتنے اموات از آدمؑ تا ایں دم دفن ہوئے ہیں" ان سب کو زمین باہر نکال لائیگی۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور سید الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ تقیٔ الارض افلاذ کبدھا امثال الاسطوان من الذهب والفضة فیجیٔ القاتل فیقول فی ھذا قتلت ویجیٔ القاطع فیقول فی ھذا قطعت رحمی ویجیٔ السارق فی ھذا قطعت یدی ثم یدعونه فلا یاخذون منه شیئا۔ (مسلم شریف) زمین اپنے جگر پارے سونے اور چاندی کے ستونوں کی مقدار میں اگل دیگی۔ پھر کوئی

قاتل ہوگا تو وہ آئے گا اور سونے چاندی کے ان ستونوں اور ناٹوں کو دیکھ کر کہیگا کہ ہمانے
قتل نفس جیسا سنگین جرم جو دنیا میں کیا تھا اسی سونے اور چاندی کے لالچ میں کیا تھا۔
کوئی اپنے ہی رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والا ہوگا وہ بھی آئے گا اور کہنا
شروع کرے گا کہ میں نے اسی زر وسیم کی خاطر اپنے عزیزوں اور اہل قرابت سے
اپنی بے تعلقی کا اظہار کیا تھا۔ کوئی چور ہوگا وہ بھی آئے گا اور اس سونے چاندی کو
دیکھ کر کہیگا کہ میں اسی پر اپنی نیت خراب کرکے اس کو چرا لے گیا تھا جس کی پاداش میں
میرا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ پھر ان سب کو دعوت عام دی جائے گی کہ آؤ اور اس میں سے
جتنا لینا چاہتے ہو اٹھا لے جاؤ۔ اب وہ اس میں سے کچھ بھی نہیں لیں گے، کیونکہ اب
ان کو یقین آیا کہ یہ سونا چاندی اور یہ مال و دولت سب کچھ ہیچ ہے اس میں سے
کچھ بھی کار آمد نہیں۔ اگر کوئی چیز حقیقت میں کار آمد ہے وہ محض خوشنودی حق اور
رضائے الٰہی ہے۔ مگر اس عالم کا یہ یقین کیا کام دے سکیگا جبکہ دنیا میں جو امتحان کا
مقام تھا ان لوگوں کو یہ یقین نہ آیا اور عمر بھر منکر بنے رہے۔

آثار قیامت کا ظہور زمین اپنے خزانے اور دفینے ہمیشہ ہی نکالتی رہی اور فی زمانا
کثرت سے نکال رہی ہے۔ آئے دن اطلاعات ملتی رہتی ہیں کہ فلاں جگہ سونے کی کان
برآمد ہوئی۔ فلاں مقام پر چاندی کی کان دریافت ہوئی ہے۔ سونے چاندی پر ہی

کیا موقوف ہے۔ تانبا، پیتل، جست، لوہا، ابرق، گیرو، پارہ، کوئلہ سبھی کچھ نکل رہا ہے۔ تیل کے چشمے نکل رہے ہیں اور جا بجا پٹرول برآمد ہو رہا ہے۔ ہیرے جواہرات کے معادن دریافت ہو رہے ہیں۔ طبقات الارض کے ماہرین اس کی چھان بین میں لگے ہوئے ہیں۔ لاکھوں، کروڑوں، اربوں روپیہ کی قیمتی اشیاء اسی زمین سے نکلتی جا رہی ہیں جس کو دیکھ کر سلطنتوں میں جنگ زرگری جاری ہے مگر جن کی نظریں عالم آخرت پر ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ سب آثار محشر اور اشراط ساعت ہیں کہ ابھی زمین سے دولت ہی نکل رہی ہے۔ اور قیمتی اشیاء ہی برآمد ہو رہی ہیں۔ دفینے نکل رہے ہیں تو وہ بھی زر و سیم ہی کی جنس سے ہیں۔ دفن کئے ہوئے انسان برآمد نہیں ہوئے۔ مرے ہوئے جانور زندہ ہو کر نہیں آئے۔ ایک دن ایسا آئے گا کہ یہ سب برآمد ہوں گے۔ جب زمین اپنے سارے خزائن و دفائن اگل دیگی تو سمجھ لیا جائے گا کہ اب قیامت آگئی۔ ابھی تو زر و سیم کی قدر و قیمت باقی ہے۔ وقت ہے کہ اس سے وہ کام لیا جائے جو موجب خوشنودی خدا و رسول ہو۔ ورنہ جس دن اس کی بے قدری ہوگی اور کوئی اس کا طلبگار نہ ہوگا۔ حسرت ہی حسرت رہ جائے گی: یٰلیتنی قدّمت لحیاتی۔ "اے کاش! میں اپنی آخرت کی دائمی زندگی کے لئے بھی کچھ کیا ہوتا" لیکن اس وقت یہ موقع کہاں؟

قوم سے خطاب غور کرنے کا مقام ہے کہ انسان جب تک روئے زمین پر تھا زمین کے حق میں بوجھ بنا ہوا تھا۔ خاکی انسان خاک کی صفت اختیار کرنے کے بجائے اپنی خودی کو بھول کر ناری بننے کی کوشش کرتا رہا اور ایسے ایسے کام کرتا رہا جن کا نتیجہ نار جہنم ہو۔ انبیا و رسل علیہم الصلاۃ والسلام کی تعلیمات اور آسمانی کتابوں کی ہدایات کو پس پشت ڈالتا رہا۔ جب وہ یہاں سے رخصت ہوا اور اس کی جگہ بطن ارض قرار پائی یعنی قبر میں دفن کیا گیا تو وہاں بھی زمین کے حق میں بوجھ ہی بنا رہا۔ اسی وجہ سے جن و انس کو عربی میں "ثقلین" کہتے ہیں یعنی دو بوجھ۔ قیامت آئے گی تو ثقلین کے ساتھ معدنیات کی قسم کی قیمتی اشیا کو بھی زمین اگل دے گی۔ یہ سب مل کر اثقال کہلائیں گے اور ان تمام اثقال کو زمین اپنے اندر سے باہر نکال پھینک دے گی۔ واخرجت الارض اثقالہا میں اس کی طرف ایما فرمایا جا رہا ہے۔ واللہ اعلم۔

وقال الانسان مالھا کی تفسیر وَقَالَ الْإِنسَانُ مَا لَهَا۔ اور ایک ایک انسان کہہ اٹھیگا کہ اس زمین کو کیا ہو گیا کہ اس نے ہم سب کو اٹھا کھڑا کر دیا۔ اور تمام خزائن اور دفائن اگل دئے۔ یہ مقولہ کفار و منکرین کا ہو گا کیوں کہ ان کا تصور یہی تھا کہ جو کچھ ہے یہی دنیا کی دو روزہ زندگی ہے اس میں جتنا چاہو زندگی کا

لطف اٹھالو۔ جب یہاں سے چلے تو پھر کچھ نہیں۔ نہ حساب ہے نہ کتاب، نہ ثواب ہے
نہ عذاب۔ جیسا کہ یٰسین شریف میں ہے۔ یٰویلنا من بعثنا من مرقدنا۔ ہائے
خرابی ہماری۔ ہم کو اپنی خوابگاہ سے کس نے اُٹھا کھڑا کر دیا؟ اور سونے چاندی کے یہ
ڈھیر لگا دیئے ہیں۔ اس پریشانی میں اس کو لے کر کیا کریں؟ رہے اہل ایمان
وہ فرط مسرت سے کہنے لگیں گے: ھذا ما وعد الرحمٰن وصدق المرسلون۔
یہی تو وہ دن ہے جس کا بے حد مہربان خدا نے وعدہ دیا تھا اور (اس کے بھیجے ہوئے
پیغمبروں نے پیش از پیش اس دن کے آنے کی خبر دی تھی اور اس کے آثار و علامات
جو کچھ بتلائے تھے کہ زمین سارے خزانے اگل دیگی سب صحیح ثابت ہوئے) ان
تمام پیغمبروں نے بہت سچ فرمایا۔ علیہم الصلوات والتسلیمات۔ کفار قبروں سے
نکل کر ایک دوسرے کو دیکھتے رہیں گے کہ ہائیں! یہ کیا ہو گیا؟ ہمارا خیال اور عقیدہ
کیا تھا اور یہ واقعہ کیسے در پیش ہوا۔ ہمارے تمام خیالات اور عقائد باطل قرار
پا گئے اور پیغمبروں کی بات ہی درست نکلی۔

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۙ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ۙ 99-4 99-5

"تبادیگی وہ اپنی باتیں، اس واسطے کہ آپ کے رب نے حکم بھیجا اس کو"

تحدث اخبارھا کی تفسیر | یعنی جب مذکورہ بالا تمام واقعات ظہور پذیر

ہوں گے اور دوبارہ زندہ ہوکر سب لوگ اپنی اپنی قبروں سے نکل آئیں گے اور کفار تعجب کے مارے کہنے لگیں گے کہ زمین کو یہ کیا ہوا کہ اس پر ایسا شدید زلزلہ آیا اور وہ اپنے اندر سے تمام خزائن ودفائن باہر نکال چکی تو اس کے جواب میں زمین اپنی جملہ باتیں بتانا شروع کرے گی اس وجہ سے کہ پروردگار عالم نے زمین کو ایسا حکم دیا ہے۔ حکم الٰہی کی تعمیل سے اس کو مفر نہیں ہے اور نہ کسی چیز کو گریز ہو سکتا ہے۔ رہا یہ امر کہ زمین کا اپنے اوپر کئے ہوئے تمام کاموں کو بتلا دینا زبان حال سے ہوگا یا زبان قال سے۔ دونوں احتمال ہیں۔ زبان حال سے اس طرح کہ اس وقت حالات ایسے رونما ہوں گے کہ جو کوئی ان کا مشاہدہ کرے گا وہ بے ساختہ کہہ اٹھیگا کہ یہ واقعہ ایسا ہے اور یہ اس بنا پر ہے۔ جیسے مجرم کی صورت دیکھتے ہی حاکم رائے قائم کرلیتا ہے کہ یہ واقعی مجرم ہے۔ اور ہوسکتا ہے کہ زمین کا اس طرح ایک ایک امر کو بتانا زبان قال سے ہو۔ جمہور مفسرینؒ کی یہی رائے ہے نیز اس خیال کی تائید احادیث شریفہ اور آیات قرآن کریم سے ہوتی ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں: ۔ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم قال انّ الارض لتخبر یوم القیامۃ بکلّ ما عمل علی ظھرھا وقرأ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم اذا زلزلت الارض زلزالھا حتّیٰ بلغ یومئذ تحدّث اخبارھا قال اتدرون ما اخبارھا جاءنی

جابریل قال خبرھا اذا کان یوم القیامۃ اخبرت بکل عمل عمل علی ظھرھا۔ (ابن مردویہ بیہقی) حضور رسول دوجہاں علیہ صلوات الرحمان نے ارشاد فرمایا کہ زمین بھی ان تمام اعمال کی شہادت دینے والی ہے جو اس کی پشت پر کئے گئے ہیں۔ پھر آپ نے اذا زلزلت کو پڑھنا شروع کیا جب یومئذ تحدث اخبارھا پر پہنچے تو دریافت فرمایا۔ کچھ جانتے بھی ہو کہ اس زمین کا خبر دینا کیسا ہوگا؟ میرے پاس جبرئیل آئے تھے انھوں نے کہا کہ زمین کا بتلا دینا یہ ہے کہ جب قیامت ہوگی تو اس پر جو جو کام کئے گئے تھے وہ ان سب کی خبر دیگی۔" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی مضمون کی روایت آئی ہے جس کو حضرت امام احمدؒ عبد بن حمید ترمذی بروایت صحیحہ نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، حاکم بروایت صحیحہ، ابن مردویہ اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ اس میں اتنا اضافہ ہے: تقول عمل کذا وکذا فی یوم کذا وکذا فھذہ اخبارھا۔ زمین کہیگی کہ اس شخص نے فلاں فلاں روز ایسا ایسا عمل کیا۔ بس یہی اس کی خبر دہی ہے۔"

زمین ہمارے ہر کام کی خبر دیگی

حضرت ربیعہ جرشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال تحفظوا من الارض فانھا امکم وانہ لیس من احد عامل علیھا خیرا وشرا الا وھی

مخبرۃ بالہ (طبرانی) حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ زمین سے اپنا تحفظ اور بچاؤ کرتے رہو کیونکہ وہ تمھاری ماں ہے (تم اسی سے پیدا ہوئے اور اسی کی گودی میں رہتے بستے ہو) اور یقین جانو کہ اس پر رہتے بستے ہوئے جو کوئی بھی کوئی عمل اچھا یا برا کرتا رہیگا (بھلائی برائی سب کچھ اس کی آنکھوں کے سامنے ہوگی پھر جب قیامت ہوگی اور رب العالمین اس سے ایک ایک شخص کی نسبت دریافت فرمائے گا کہ تیری گودی میں رہ کر اور تجھ پر رہتا بستا ہوا کون کون کیا کام بھلا یا برا کرتا رہا اس کو بتادے۔) تو زمین (ایک ایک عمل کو جو اس پر کیا گیا) صاف صاف بتادیگی "

زمین سے ہمارا کوئی کام چھُپ نہیں سکتا

یہاں یہ بتانا منظور ہے کہ انسان نفس اور شیطان کے غلبے سے گناہ کرتا ہے تو اپنے آپ کو چھپانا چاہتا ہے تاکہ گناہ کرتا ہوا کوئی اس کو نہ دیکھے اور لوگوں میں اس کی نیک نامی متاثر نہ ہو۔ اس تصور سے وہ اندھیری رات کا وقت تلاش کرتا ہے ایسا کہ دوسرے تمام لوگ سوتے ہوں اور ایسی جگہ ڈھونڈتا ہے جو لوگوں سے خالی ہو۔ اور ایسی چال چلتا ہے کہ اس کی آہٹ بھی کوئی نہ سن سکے۔ اپنی ہیئت بدل لیتا ہے تاکہ اگر کوئی اس کو دیکھ بھی لے تو اس کو پہچان نہ سکے۔ چور اپنے منہ پہ ڈھاٹا باندھ لیتے ہیں۔ خود کو چھپائے

رکھنے کا یہ سب کچھ سامان اور اہتمام کرتا ہے مگر جو کچھ یہ کھیل ہو رہا ہے اپنی ماں (زمین) ہی کی گودی میں ہو رہا ہے اور ماں اس کو دیکھ رہی ہے ۔ زمین سے انسان کی کوئی حرکت چھپ نہیں سکتی ۔ اسی نکتہ پر آگاہ فرمایا جا رہا ہے کہ اے ناداں انسان ! تو اپنے گناہ کو زمین سے کس طرح چھپا سکیگا ۔ وقت آئے گا تو وہ سب کچھ بتادیگی ۔ اگر لوگوں میں مدۃ العمر نیک نام ہی بنا رہا تو یہ نیک نامی تیرے کیا کام آئیگی ؟ ؎

نیک باشی وبدت گوید خلق　　　بہ کہ بد باشی ونیکت خوانند

سات گواہ ہیں مادر زمین پر ہی کیا موقوف ہے ۔ قرآن کریم اور احادیث شریفہ پڑھو تو معلوم ہوگا کہ انسان کے اعمال کی شہادت دینے والے ایک دو نہیں سات گواہ ہیں :- (۱) **مکان**، یعنی جگہ، کہ جہاں کوئی کام کیا گیا ۔ آیہ کریمہ یومئذ تحدث اخبارھا میں اسی جانب ایما فرمایا گیا ہے ۔ (۲) **زمان** یعنی کسی کام کے کرنے کا وقت، جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے :- ینادی کل یوم انا یوم جدید وانا علی ما تعمل شهید ۔ ایک ایک دن جب آتا ہے تو یہ منادی کرتا رہتا ہے کہ میں نیا دن ہوں اور اے انسان تو اس میں جو کچھ کریگا اس کا گواہ ہوں ۔" (۳) **لسان** یعنی خود انسان کی زبان، اسکی گواہ ہے وقت پر گواہی دے گی ۔ ارشاد باری ہے :- یوم تشهد علیهم السنتهم ۔

روز قیامت ایسا دن ہوگا کہ مجرمین کی زبانیں خود ان کے خلاف گواہی دیں گی "

(۴) **ارکان** یعنی انسان کے ہاتھ پاؤں اور سارے اعضاء جو شریک جرم رہے وہ بھی گواہی دیں گے۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے: — وتکلمنا ایدیھم وتشھد ارجلھم۔ خود ان کے ہاتھ ہم سے ہم کلام ہوں گے۔ اور ان کے پاؤں بھی گواہی دیتے جائیں گے " عارف رومیؒ فرماتے ہیں۔ ؎

روز محشر ہر نہاں پیدا شود — ہر کسے از دست خود رسوا شود

دست گوید من چنیں وزدیدہ ام — لب بگوید من چنیں بوسیدہ ام

پائے گوید من شدم سوئے منا — فرج گوید من بکردستم زنا

(خواہش نفس)

Continued on page 3525

تصحیح

تفسیر ہذا کی جلد ۱۶ حصہ ۴ کے صفحہ ۳۴۶۳ سطر ۲ پر سہواً سورۂ آل عمران چھپ گیا ہے۔ بجائے اُس کے سورۂ بقرہ ہونا چاہیے۔ حسبۂ اصلاح فرمالی جائے۔

(ادارہ)

(۵) **فرشتگان**۔ دو فرشتے کراماً کاتبین جو انسان کے اعمال لکھنے کے لئے ہر شخص کے پاس متعین ہیں جیسا کہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے:۔ وان علیکم لحافظین کراماً کاتبین یعلمون ما تفعلون۔ یقیناً تم پر محافظ فرشتے با عزت مقرر ہیں جو اعمال نامے لکھتے رہتے ہیں تم جو کچھ کرتے ہو اُن سب اعمال کو وہ جانتے ہیں" یہ فرشتے بھی گواہ ہیں جو تمہارے اعمال کی گواہی دیں گے۔

(۶) **دیوان**۔ دفتر اعمال جس میں تمام لوگوں کے اعمال از آدم تا ایں دم لکھے ہوئے محفوظ ہیں۔ قیامت کے دن یہ دفتر کھولا جائے گا اور ہر شخص کو اس کا اعمال نامہ دیا جائے گا۔ جیسا کہ باری تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:۔ ھذا کتابنا ینطق علیکم بالحق۔ (مجرمین سے کہا جائے گا کہ آج تم اپنے کاموں کا انکار کر رہے ہو) یہ ہمارا لکھا ہے جو تمہارے خلاف ٹھیک ٹھیک بول رہا ہے"

(۷) **رحمٰن**۔ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ خود تمہارے احوال و اعمال و افعال اور اقوال کا گواہ ہے۔ چنانچہ اللہ سبحانہ نے فرمایا:۔ انا کنا علیکم شھودا ہم خود تم پر گواہ اور ہر موقع پر حاضر و ناظر تھے"

ان شہادات سے بچنے کا طریقہ	اے نفس و شیطان کے پھندوں میں پھنسے ہوئے اور ہوا و ہوس کے بندوں کے لئے مقام غور ہے کہ ایسی قوی ترین

شہادت کی موجودگی ہیں جس سے بڑھکر اور کوئی شہادت متصور نہیں ہوسکتی کونسا موقع اس سے گریز کا رہ جاتا ہے اور اثبات جرم اور تجویز سزا کے لئے اور کون امر مانع ہو سکتا ہے؟ مگر خدائے رحمٰن و رحیم اور علیم و حکیم نے جو صورت علاج اپنی کمال رحمت و عنایت سے بتلا دی ہے اس پر کیوں عمل نہیں کرتے۔ وہ یہ کہ مادر زمین کو جس طرح اپنی غفلت سے اپنے گناہوں کا گواہ بنا لیا ہے فوراً توبہ و انابت سے کام لے کر رجوع الی اللہ کا گواہ بھی بنا لیا جائے تاکہ شہادت پیش ہونے کا وقت آئے تو دونوں شہادتیں مخالف اور موافق ایک ساتھ پیش ہو جائیں بلکہ مخالف شہادت پیش ہونے کی نوبت ہی نہ آنے پائے۔ کیونکہ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:۔ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ جو شخص گناہ سے توبہ کر لیتا ہے تو وہ اس شخص کی طرح ہو جاتا ہے جس کا کوئی گناہ ہی نہیں "۔ توبہ کے بعد اچھے کاموں میں لگ جائے۔ کیونکہ حضورؐ نے یہ بھی فرمایا: اتبع السیّئۃ الحسنۃ تمحھا۔ برائی کے بعد بھلائی کر لیا کرو، یہ بعد کی بھلائی اگلی برائی کو مٹا دیتی ہے "۔ اب زمین کی گواہی تمہاری بھلائی کی بابت ہی پیش ہوگی۔ ایک زمین ہی پر کیا موقوف ہے اور جتنی چیزوں کا بیان کیا گیا ہے وہ سب آپکے فائدے کے گواہ ہوں گے۔

مادر زمین پوشیدہ نیکیوں کی گواہ بھی ہوگی | انسان جس طرح لوگوں کی نظر سے

بچ کر برا کام کرتا ہے۔ بندگان خدا ایسے بھی ہیں کہ بھلے کام بھی اسی طرح نظروں سے بچ کر کرتے ہیں اور شرع شریف میں نوافل کے بارے میں ایسی ترغیبات دی گئی ہیں حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ اطعموا الطعام وافشوا السلام وصلوا والناس نیام۔ کھانا کھلاتے رہو اور سلام کی اشاعت کئے جاؤ اور نماز ایسے وقت پڑھا کرو جبکہ اور لوگ سو رہے ہوں" تا کہ گھر والوں کو بھی تمھاری تہجد گزاری کی خبر نہ ہونے پائے۔ خیرات کی نسبت ہدایات ہیں کہ داہنے ہاتھ سے اس طرح دو کہ بائیں ہاتھ کو بھی اس کی خبر نہ ہونے پائے" کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ان نمازوں اور ایسی خیر خیرات کا کوئی گواہ نہیں؟ اور یہ تمام نیکیاں بے اثر رہ جائیں گی۔ نہیں نہیں۔ مادر زمین ان تمام خیرات وحسنات کی بھی گواہ ہوگی۔ اور وقت پر ایسی گواہی بھی دیگی۔

حضرت ابوامیہؓ کا زمین کو گواہ رکھنا

جناب حکمؒ فرماتے ہیں:۔ رأیت ابا امیة صلی فی المسجد الحرام المکتوبة ثم تقدم فجعل یصلی ھھنا وھھنا فلما فرغ قلت له ما ھذا الذی رأیتك تصنع قال قرأت ھذه الآیة اذا زلزلت الارض زلزالھا الی قوله یومئذ تحدث اخبارھا فاردت ان تشھد لی یوم القیامة (عبد بن حمید) میں نے ابوامیہؓ کو

دیکھا کہ مسجد حرام میں فرض نماز ادا کی پھر آگے بڑھکر یہاں وہاں نمازیں پڑھنے لگے۔
جب وہ فارغ ہوئے تو میں نے دریافت کیا کہ آپ یہ کیا کر رہے تھے؟ انھوں نے فرمایا
کہ میں نے سورۂ اذا زلزلت کی یہ آیت کریمہ پڑھی:۔ یومئذ تحدث اخبارھا
تو میں نے چاہا کہ (جب زمین گواہی دینے والی ہے ان تمام کاموں کی جو اسکی پیٹھ پر
کئے گئے ہیں تو) وہ میرے ان نمازوں کی بھی گواہ بنی رہے بلکہ اس کا ایک ایک
چپہ گواہ رہے۔" فقہ کا مسئلہ بھی یہی ہے کہ مصلی جب نماز فرض سے فارغ ہو جائیں تو
وہ صفیں توڑ دیں اور داہنے بائیں، آگے پیچھے ہٹ کر سنن و نوافل ادا کریں تاکہ
زمین کا ایک ایک حصہ اس کا گواہ بنا رہے۔ نیز باہر سے آنے والوں کو یہ شبہہ
نہ پیدا ہو کہ ابھی جماعت قائم ہے۔ امام کو بھی اپنی جگہ بدل دینی چاہیے۔

اوحیٰ لھا کی تفسیر | بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا۔ کہ تمھارے پروردگار نے زمین کو
حکم بھیجا ہے۔" ابتدائے آفرینش سے قیام قیامت تک روئے زمین پر جس نے جو
کام کیا ہے اس کو بے کم و کاست اور بلا رد و رعایت من و عن بیان کرتی جائے۔
اچھے کام کئے ہیں تو ان کو بیان کرے اور اگر برے کام کئے گئے ہیں تو ان کو بھی بیان
کر دے۔ ظاہر ہے کہ جب خالق الارض جو خالق کائنات ہے اسی نے روز ازل یہ حکم
دے رکھا ہے تو وقت آنے پر اس کی کماحقہٗ تعمیل ہو رہیگی۔ اس میں اچنبھے کی کیا

بات ہے؟ رہی یہ بحث کہ یہ بیان، لسان حال سے ہوگا یا لسان قال سے؟ اس کی وضاحت بارہا ہو چکی ہے کہ لسان حال سے بیان کرنا تو بدیہی امر ہے اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اور زبان قال سے بیان کرنا یہ بھی اللہ سبحانہ تعالیٰ کی قدرت سے بعید نہیں۔ یا ارض ابلعی ماءك و یا سماء اقلعی، یاجبال اوبی وغیرہ خطابات، جمادات سے ہوئے ہیں۔ اور زمین و آسمان اور پہاڑوں کو مخاطب فرمایا گیا ہے تو یہ حکم بھی از اں قبیل سمجھ لیا جائے۔

6. يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ 99-6

اس دن ہو جائیں گے لوگ گروہ گروہ، تاکہ ان کو دکھائے جائیں ان کے کارنامے۔"

انسانوں کی اجتماعی زندگی انسان جب تک دنیا میں تھے ملی جلی زندگی گزار رہے تھے گو وہ اپنے عقائد و اعمال کے لحاظ سے باہم اختلاف رکھتے تھے۔ مومن، کافر، منافق، ملحد، زندیق، سب ایک جگہ رہتے بستے تھے ہر شخص بزعم خود خوش تھا کہ وہ جس طریق پر قائم ہے وہی راہ راست ہے۔ عالم برزخ میں پہنچا اور قبر میں دفن کیا گیا تو وہاں بھی زائرین قبور کو کیا خبر کہ یہ مدفن کس کا ہے؟ لیکن جب قبروں سے اٹھیں گے تو اہل ایمان کے چہرے بیض الوجوہ والثیاب آجنیں روشن نورانی، لباس سفید پاکیزہ صاف ستھرا پہنے ہوئے ہشاش بشاش امن و عافیت

کے ساتھ ہوں گے جس طرف سے انکا گزر ہوگا منادی ندا کرے گا ھذا ولی اللّٰہ
یہ اللہ کا ولی اس کا دوست اور اس کا محبوب ہے۔ کافر و زندیق اور ملحد وغیرہ کا
حال ہوگا سود الوجوہ حفاۃ عراۃ مع السلاسل والاغلال فزعاین۔
چہرے سیاہ، برہنہ پا، برہنہ تن، زنجیروں اور طوق میں جکڑے ہوئے، گھبرائے ہوئے پریشان
حال پراگندہ بال جس طرف جائیں گے منادی ندا کرتا ہوگا ھذا عدوّ اللّٰہ۔ یہ
اللہ کا دشمن ہے۔

عالم برزخ کا حال کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور نبوی
دربار رسالت پناہی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ
رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ نے سلام فرمایا ہے مگر انھوں نے دیکھا کہ حضور کچھ
دلگیر اور محزون و مغموم سے معلوم ہو رہے ہیں۔ سبب حزن و ملال دریافت کیا
تو فرمایا:۔ یا جبرائیل قد طال تفکری فی امر امتی یوم القیامۃ۔
جبرئیل! میں اپنی امت کے بارے میں بہت دیر سے متفکر و متردد ہوں کہ قیامت
کے دن ان پر کیا گزرے گی؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کونسی امت کی نسبت
فکر دامنگیر ہے۔ کیا امت دعوت یعنی کفار و مشرکین کے باب میں یا امت اجابت
یعنی مومنین مسلمین کے بارے میں؟ فرمایا امت دعوت کے باب میں نہیں (ان کا حال تو

معلوم ہے کہ انھوں نے میری دعوت قبول ہی نہیں کی تو ان سے مجھے کیا واسطہ رہا) میرا تردد تو تفکر امت اجابت سے متعلق ہے۔ بل فی امراھل لا الٰہ الا اللّٰہ۔ بلکہ لا الٰہ الا اللّٰہ کے ماننے والے اور اس کا اقرار کرنے والوں سے ہے" کہ انھوں نے کلمۂ توحید کو صدق دل سے پڑھا اور اسی پر قائم رہے لیکن میدان عمل میں جیسا چاہیے پیش پیش نہ رہ سکے۔ یہ سنکر جبرئیل علیہ السلام آپ کو بنی سلمہ کے قبرستان پر لے گئے اور ایک قبر پہ اپنا داہنا پر مار کر کہا۔ قم باذن اللّٰہ۔ اللّٰہ سبحانہ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہو۔ ساتھ ہی ایک شخص نورانی چہرے والا لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ الحمد للّٰہ رب العالمین کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا" اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے کہا۔ عُد۔ اپنی پہلی حالت سابقہ پر لوٹ جا" چنانچہ وہ جہاں سے آیا تھا وہاں چلا گیا۔ پھر بائیں طرف کا پر اور ایک قبر پر مارا۔ اور اسی طرح قم باذن اللّٰہ فرمایا۔ ساتھ ہی ایک شخص سیاہ رو، نیلی آنکھوں والا نمودار ہوا اور وہ یہ کہہ رہا تھا واحسرتاہ، واندامتاہ، واسوأتاہ کیا ہی حسرت کا مارا ہوں، کیا ہی ندامت میں ڈوبا ہوا ہوں۔ کیا ہی بدحالی میں گرفتار ہوں" یہ دکھا کر جبرئیل علیہ السلام نے اس سے بھی فرمایا:۔ عُد۔ اپنی حالت سابقہ پر عود کر جا۔ چنانچہ وہ بھی چلا گیا۔ اس کے بعد جبرئیلؑ نے عرض کیا:۔ ھکذا یبعثون یوم القیامۃ علی ما ماتوا علیہ

یہ تمام لوگ اسی طرح قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے اسی حالت پر جس پر کہ ان کی موت واقع ہوئی تھی" مومن ایمان پر اور کافر کفر پر۔ (روح البیان)۔

عالم آخرت

حضرت ابن جریج یصدر الناس اشتاتا کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔ یتصدعون اشتاتا فلا یجتمعون بعد ذلک آخر ما علیھم وکان یقال ان ھذہ السورۃ الفاذۃ الجامعۃ۔ (ابن المنذر) لوگ قیامت کے دن گروہ گروہ) پھٹ جائیں گے۔ پھر کبھی جمع نہ ہو سکیں گے۔ یعنی ایک گروہ دوسرے سے کبھی مل نہ سکے گا۔ یہ ان کی سب سے آخری یکجائی ہوگی۔ چنانچہ اسی آیہ کریمہ کی بنا پر سورۂ اذا زلزلت کو جمع کرنے والا" اور متفرق کرنیوالا سورہ بھی کہتے ہیں"۔

لیروا اعمالھم کی تفسیر

لِیُرَوْا اَعْمَالَھُمْ۔ "تاکہ ان کو دکھائے جائیں انکے کام"۔ یعنی قیامت کے دن تمام لوگ اپنے اعمال و عقائد کے لحاظ سے گروہوں میں بانٹ دیئے جائیں گے تاکہ ان کو ان کے کئے ہوئے اعمال اور مانے ہوئے عقائد اور خیالات کا برأی العین مشاہدہ کرا دیا جائے کیونکہ عقیدہ اور خیال بھی عمل قلب ہے۔ اور ہر شخص کو اطمینان حاصل ہو جائے کہ یہ اس کے کئے ہوئے اعمال اور مانے ہوئے عقاید اور خیالات تھے اور ان اعمال و عقاید کے موجب جو

جزا مترتب ہوئی ہے وہ بالکل ٹھیک ٹھیک ہے۔ اس میں کسی طرح کی فروگزاشت نہیں ہوئی اور نہ کسی نوع کی تعدی عمل میں لائی گئی ہے۔ عقائد کے اعتبار سے مومن، کافر، مشرک، منافق، یہودی، نصرانی، ملحد، زندیق وغیرہ۔ اور اعمال کے لحاظ سے صالح، فاسق، فاجر، بدعتی وغیرہ۔ پھر صالحین کے بھی اپنے مدارج کے اعتبار سے طبقات ہوں گے۔ اور فساق و فجار وغیرہ بھی مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیے جائینگے زانیوں کا گروہ الگ، اور چوروں کا گروہ الگ، نشہ باز جدا اور سود خوار جدا، یتیموں کا مال کھا جانے والے علیحدہ، اور جہاد فی سبیل اللہ سے منہ پھیرنے والے علیحدہ۔ صالحین کو نہ صرف اپنی صالحیت کا مشاہدہ ہوگا بلکہ انکی صالحیت کا مشاہدہ تمام اہل حشر کر سکیں گے۔ اسی طرح بدکاروں کو نہ صرف اپنی بدکاری دکھائی دیگی بلکہ میدان حشر کے تمام لوگ دیکھتے ہوں گے۔ اس سے روز قیامت کی اہمیت کا اندازہ کر لیا جائے اور اپنی اپنی نجات کی راہ ڈھونڈ لی جائے کہ ابھی وقت ہے۔ ؎

حسابِ کارِ خود امروز کن کہ فرصت ست — زخیر و شر بنگر تا چہا ست حاصل تو
اگر بنقد نکوئی توانگری خوش باش — درت بغیر بدی نیست وائے بر دلِ تو

اعمال سے جزائے اعمال مراد ہے | حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں :—

لیروا جزآء اعمالھم ۔ لوگوں کا گروہوں میں بانٹ دیا جانا اس لئے ہے کہ ان کے اعمال کی جزا دکھا دی جائے" بھلی ہو یا بُری ۔ گویا " اعمال" سے جزائے اعمال مراد ہے جو آنکھ سے دکھائی دے سکتی ہے ۔ بالفاظ دیگر اعمالھم سے پہلے لفظ "جزا" محذوف یا مقدر ہے ۔ بعض مفسرین کرام نے " اعمال" سے نامہ اعمال مراد لیا ہے گویا یہاں لفظ کتاب محذوف یا مقدر ہے ۔ یعنی لوگوں کو ان کے اعمال نامے دکھائے جائیں گے محذوف و مقدر ماننا اس بنا پر ہے کہ " اعمال" جنس اعراض سے ہیں اور اعراض قائم بالذات نہیں ۔ مگر بعض مفسرین کا قول ہے کہ عالم آخرت کا حال حیات دنیا سے مختلف ہے ۔ یہاں کے اعراض آخرت میں جواہر ہوں گے یعنی قائم بالذات اور یہاں کے جواہر وہاں اعراض کی شکل اختیار کریں گے ۔ اس اعتبار سے کسی لفظ کو محذوف یا مقدر ماننے کی ضرورت نہ ہوگی ۔ اس کو یوں سمجھ لیا جائے کہ انسان جو نیکی یہاں کرتا ہے اس سے ایک نورانی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور اگر کوئی بدی سرزد ہو تو اس سے ظلمانی کیفیت پیدا ہوگی ۔ اور یہ نورانیت یا ظلمانیت ایسی کیفیات ہیں جن کا آنکھوں سے مشاہدہ کیا جا سکتا ہے ۔ بعض حضرات نے رویت سے علم و اطلاع مراد لی ہے ۔ یعنی اعمال خیر و شر کا علم کرا دیا جائے گا ۔ مگر یہ قول ضعیف ہے اس لئے کہ رویت کو تاکید کے ساتھ بعد کی آیات کریمہ میں بیان فرمایا جا رہا ہے ۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ 99-7
ع ١ ٢٤ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ پھر جس کسی نے کی ہوگی ذرہ بھر نیکی وہ اس کو دیکھ لے گا اور 99-8
جس کسی نے کی ہوگی ذرہ بھر برائی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

شان نزول حضرت سعید بن جبیرؓ فرماتے ہیں: لما نزلت ویطعمون الطعام علی حبہ کان المسلمون یرون انھم لا یوجرون علی الشیئ القلیل اذا اعطوہ فیجیئ السائل الی ابوابھم فیستقلون ان یعطوہ التمرۃ والکسرۃ فیردونہ ویقولون ما ھذا بالشیئ انما نوجر علی ما نعطی ونحن نحبہ وکان آخرون یرون انھم لا یلامون علی الذنب الیسیر کالکذبۃ والنظرۃ والغیبۃ واشباہ ذلک ویقولون انما وعد اللہ النار علی الکبائر فرغبھم فی الخیر القلیل ان یعملوا فانہ یوشک ان یکثر وحذرھم الیسیر من الشر فانہ یوشک ان یکثر فمن یعمل مثقال ذرۃ یعنی وزن اصغر النمل خیرا یرہ یعنی فی کتابہ ویسرہ ذلک۔ (ابن ابی حاتم) آیہ کریمہ ویطعمون الطعام علی حبہ نازل ہوئی تو مسلمان یہ خیال کرنے لگے کہ اگر کوئی خیرات ذرا سی کریں تو اس کا کچھ شمار نہ ہوگا چنانچہ ان کے گھر پر کوئی سائل آتا تو اکا دکا کھجور یا روٹی کا

ٹکڑا ان کے نزدیک بے حقیقت تھا اس لئے ایسی خیرات کو حقیر سمجھ کر سائل کو خالی ہاتھ
ہی واپس کر دیتے تھے اور کہتے کہ یہ خیرات نہیں۔ ثواب تو وہ ہے جس کو ہم اپنے لئے
پسند کرتے ہیں۔ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جن کا یہ خیال تھا کہ معمولی گناہ مثلاً ذرا سی جھوٹ
یا بد نظری یا غیبت وغیرہ قابل ملامت نہیں کیونکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے بڑے
بڑے گناہوں پر نار دوزخ کی وعید سنائی ہے۔ ان خیالات کو دفع کرنے کے لئے
حق تعالیٰ شانہ نے آیات کریمہ فمن یعمل اور ومن یعمل نازل فرمائیں تاکہ
عمل خیر ذرہ بھر بھی کیوں نہ ہو اس کی ترغیب ہو اور ایسے چند کام مل کر وہ ایک
نمایاں کام بن جائے۔ اسی طرح ان کو برے کام سے بچتے رہنے کی عادت ہو جائے
ورنہ یہ سب جمع ہو کر بڑے گناہ کی شکل اختیار نہ کریں۔ لہذا جو کوئی شخص ذرہ بھر
نیکی بھی کرے تو نامۂ اعمال میں اس کا داخلہ لکھا ہوا دیکھ لے اور اسے دیکھ کر اس کو
خوشی حاصل ہو۔ یہی حال برائی سے بچنے کا ہے۔

مثل مشہور ہے :- ذرہ ذرہ خیلے شود قطرہ قطرہ سیلے گردد۔

اندک اندک بہم شود بسیار دانہ دانہ ست غلہ در انبار

مومن کے دنیوی تکالیف سیئات کا کفارہ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں :- بینما ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یاکل مع النبی

صلی اللہ علیہ وسلم اذ نزلت علیہ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ فرفع ابوبکر رضی اللہ عنہ یدہ وقال یارسول اللہ انی لراء ما عملت من مثقال ذرۃ من شر فقال یا ابابکر ارأیت ما تری فی الدنیا مما تکرہ مثاقیل ذر الشر ویدخر لک مثاقیل ذر الخیر حتی توفاہ یوم القیامۃ۔ (ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، تاریخ حاکم، ابن مردویہ، بیہقی) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روز حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوات والتحیات کے ساتھ شریکِ طعام تھے اتنے میں یہ آیاتِ کریمہ فمن یعمل نازل ہوئیں۔ ان کو سنتے ہی حضرت ابوبکر نے اپنا ہاتھ روک لیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں اپنی کی ہوئی ہر برائی کو دیکھوں گا؟ تو ارشاد ہوا۔ ابوبکر! تمہارا کیا خیال ہے کہ دنیا میں جو ناگوار معاملہ تمہارے ساتھ در پیش ہوتا ہے ان سے ذرہ ذرہ برائیوں کا بدلہ ہو جائے گا۔ اور ذرہ ذرہ بھر نیکیاں جو تمہارے ہاتھ سے ہوتی رہیں وہ سب جمع ہو کر قیامت کے دن ان کا ذخیرہ تم کو اکٹھا مل جائے گا۔ اس روایت کو حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، حضرت ابوایوب انصاری، حضرت ابوادریس خولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے بھی بیان فرمایا ہے۔ جو متعدد کتب احادیث شریفہ میں

موجود ہے۔

کافر کی نیکی مردود اور مومن کی برائی مغفور

حضرت ابن عباسؓ آیات کریمہ فمن یعمل اور ومن یعمل کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔ لیس من مؤمن ولا کافر عمل خیرا و شرا فی الدنیا الا اراہ اللہ ایاہ فاما المؤمن فاریہ اللہ حسناتہ و سیئاتہ فیغفر لہ من سیئاتہ و یثیبہ علی حسناتہ و اما الکافر فیریہ حسناتہ و سیئاتہ فیرد حسناتہ و یعذب بسیئاتہ ۔ (ابن جریر، ابن المنذر، بیہقی)

جس کسی مومن، اور جس کسی کافر نے دنیا میں کوئی عمل خیر یا کوئی عمل شر کیا ہوگا اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ہر ایک کو اس کا ہر ہر عمل (قیامت میں) ضرور دکھائیگا۔ پھر مومن کو جب اس کی تمام نیکیاں اور جملہ برائیاں دکھا دیگا تو اس کی برائیوں میں سے (جتنی چاہے) بخش دیگا اور اس کی تمام نیکیوں کا ثواب مرحمت فرمائے گا۔ رہا کافر اس کو بھی اس کی تمام نیکیاں اور اس کی جملہ برائیاں دکھا دی جائیں گی۔ پھر اس کی تمام نیکیاں رد کر دی جائینگی۔ اور اس کی جملہ برائیوں پر عذاب دیا جائے گا۔" یعنی کافر کی کوئی نیکی جو اس نے دنیا میں کی تھی آخرت میں اس کے کام نہ آسکے گی۔ یہ اس لئے کہ نیکیوں کے قبول ہونے کے لئے ایمان شرط ہے اور قرآن کریم میں جہاں کہیں اعمال صالحہ کو سراہا گیا ہے وہاں ایمان کو شرط مقدم قرار دیا گیا ہے۔

ہر جگہ یہی ارشاد ہوا ہے :۔ الذین آمنوا وعملوا الصالحات ۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام کئے "۔ اور اگر کہیں عمل صالح کا ذکر سب سے پہلے فرمایا گیا تو ساتھ ہی ایمان کی قید لگا دی گئی۔ جیسا کہ ارشاد ہے :۔ من عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مؤمن ۔ جس کسی مرد یا عورت نے اچھا کام کیا درحالیکہ وہ مومن ہو"۔ اس سے معلوم ہوا کہ عمل صالح کی جزا اسی وقت ملیگی جب کہ اس سے پہلے وہ ایمان لا چکا ہو ۔ جب شرط ایمان کسی میں نہیں پائی گئی تو بحکم اذا فات الشرط فات المشروط' اس کا عمل صالح قبول نہ کیا جائے گا ۔ جب عمل مقبول نہیں تو اس کی جزا بھی نہ مل سکے گی ۔

ایک تمثیل اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ صحت نماز کے لئے طہارت (وضو وغسل) شرط ہے ۔ اگر کوئی شخص بلا طہارت نماز ادا کرے تو اس کی نماز صحیح نہ ہو گی پھر جب نماز ہی درست نہیں تو اس کو کوئی صلہ بھی نہ مل سکیگا ۔ بلکہ بعض اوقات ایسے عمل سے بجائے نفع کے ضرر کا اندیشہ لگا رہیگا ۔ فقہائے کرام نے صراحت فرمائی ہے کہ نماز نہ پڑھنا گناہ کبیرہ ہے ۔ لیکن دانستہ طور پر بے طہارت نماز پڑھنا کفر ہے اس لئے کہ یہ صورت دین سے استہزاء اور تمسخر کی ہے اور استہزاء بالدین کفر ہے ۔ (العیاذ باللہ) کیا آپ نہیں جانتے کہ دوا کے ساتھ پرہیز بھی ہوتا ہے

اگر کوئی بیمار دوا تو استعمال کرے لیکن طبیب نے جو پرہیز اس کے ساتھ بتلایا ہے اس پر عمل نہ کرے تو دوا نفع نہ دے گی۔ بلکہ بعض اوقات الٹا نقصان پہنچائیگی جیساکہ آپ نے ایسی صورتیں بارہا دیکھی ہوں گی یا ایسے واقعات کم از کم سنے ہونگے۔

خیر کی جزا کافر کو اور شر کی جزا مومن کو دنیا میں

حضرت محمد بن کعب قرظیؓ نے ان آیات کریمہ کی تفسیر میں فرمایا:۔ من یعمل مثقال ذرۃ من خیر من کافر یری ثوابھا فی الدنیا فی نفسہ واھلہ ومالہ وولدہ حتی یخرج من الدنیا ولیس عندہ خیر ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا من مؤمن یری عقوبتہ فی الدنیا فی نفسہ واھلہ ومالہ وولدہ حتی یخرج من الدنیا ولیس علیہ شیئ۔ (عبدالرزاق عبدبن حمید ابن جریر ابن المنذر) کافر کوئی نیک کام کرتا ہے تو اس کا صلہ دنیا ہی میں وہ دیکھ لیتا ہے یہ صلہ (اس کام کی اہمیت کے لحاظ سے) یا تو اس کی ذات کو ملتا ہے اور کبھی اس کے اہل وعیال کو بھی ملتا رہتا ہے۔ اس کے مال میں ترقی ہوتی ہے بلکہ اس کی اولاد کو نسلاً بعد نسل ملتا جاتا ہے۔ تاآنکہ نیکی کرنے والا کافر دنیا سے رخصت ہوجاتا ہے تو اس کے عمل کا کوئی حصہ آخرت کے لئے باقی رہنے نہیں پاتا۔ پورا پورا معاوضہ دنیا ہی میں اس کو مل جاتا ہے اور آخرت میں وہ خالی رہ جاتا ہے۔ اس مضمون کو سورہ ہود میں وضاحت کے ساتھ

بیان فرمایا گیا ہے ارشاد ہے:۔ من کان یرید الحیوٰۃ الدنیا وزینتھا نوف الیھم اعمالھم فیھا وھم فیھا لا یبخسون۔ اولٓئک الذین لیس لھم فی الاٰخرۃ الا النار وحبط ما صنعوا فیھا وباطل ما کانوا یعملون۔ جو کوئی چاہتا ہے صرف دنیا ہی کی زندگی اور اس کی خوب صورتی تو ان کے اعمال کا صلہ ہم دنیا ہی میں پورا پورا دے دیتے ہیں اور انکی دنیا میں کچھ بھی کمی نہیں کی جائے گی۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں فقط نارِ دوزخ ہے اور دنیا میں انھوں نے جو کارہائے نمایاں انجام دئے وہ سب اکارت گئے اور انھوں نے جو کچھ کیا وہ سب بے نتیجہ قرار پایا۔" کیونکہ ان کو آخرت پر نہ تو یقین تھا اور نہ آخرت میں کام آنے کے لئے انھوں نے کچھ کیا۔

حضرت سلیمان بن عامرؓ فرماتے ہیں:۔ انہ قال یارسول اللہ ان ابی کان یصل الرحم ویفی بالذمۃ ویکرم الضیف قال مات قبل الاسلام قال نعم قال لن ینفعہ ذلک ولکنھا تکون فی عقبہ فلن تخزوا ابدا ولن تذلوا ابدا ولن تفتقروا ابدا۔ (ابن جریر) سلیمان بن عامرؓ نے عرض کیا۔ یارسولؐ اللہ! میرا باپ صلۂ رحمی کیا کرتا تھا اور اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرتا اور مہمان نواز تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ وہ مسلمان ہونے سے پیشتر

مرگیا؟ انھوں نے عرض کیا ہاں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اس کے یہ اعمال حسنہ (آخرت میں) اس کو کچھ بھی فائدہ نہ دیں گے لیکن ان اعمال خیر کے اثرات اس کی اولاد میں باقی رہیں گے۔ لہذا تم لوگ کبھی رسوا نہ ہوں گے اور نہ کبھی تم پر ذلت آئے گی اور نہ کبھی محتاج ہوگے"۔ یہ بھی اللہ سبحانہ کا فضل وکرم ہے اور کارخیر کی برکت کہ دنیا کے لئے یہاں جو بھلا کام کیا گیا اس کا ثمرہ اس کی اولاد کو ملتا رہتا ہے۔

ان آیات کی جامعیت حضرت صعصعہ بن معاویہؓ جو فرزدق شاعر مشہور کے چچا ہیں ان کا واقعہ ہے:۔ انہ اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقرأ علیہ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ فقال حسبی لا ابالی ان لا اسمع من القرآن غیرھا۔ (ابن مبارک امام احمدؒ عبد بن حمید، نسائی، طبرانی، ابن مردویہ) صعصعہؓ ایک دفعہ حضور جامع الکلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کو یہ دو آیات کریمہ فمن یعمل اور ومن یعمل پڑھ سنائیں۔ یہ آیات کریمہ جو جملہ خیر و شر پر حاوی تھیں ان کے سننے کا ان پر یہ اثر ہوا کہ وہ بے ساختہ بول اٹھے میرے لئے یہی دو آیتیں از بس کافی ہیں۔ ان کو سن لینے کے بعد قرآن کریم کو مزید نہ سنوں

تو بھی مجھے اس کی پرواہ نہیں" کہ اس میں تمام امور خیر و شر سب کچھ جمع ہو گئے۔ مزید کی حاجت نہ رہی۔ حضرت مطلب بن عبداللہ بن حنطبؓ فرماتے ہیں:۔ ان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأ فی مجلس ومعھم اعرابیّ جالس فمن یعمل مثقال ذرّۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرّۃ شرا یرہ فقال الاعرابیّ یا رسول اللّٰہ امثقال ذرّۃ قال نعم فقال الاعرابیّ واسوتاہ ثم قام وھو یقولھا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد دخل قلب الاعرابی الایمان (سعید بن منصور) حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مجلس میں یہی دو آیات کریمہ تلاوت فرمائیں۔ اس مجلس میں ایک دیہاتی گنوار بھی سب کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ ان کو سن کر اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ذرہ برابر بھی؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ ہاں۔ یہ سنکر وہ بول اٹھا۔ اے خرابی! یہ کہہ کر وہ چلتا بنا اور وہ ان ہی آیات کو دہراتا رہا۔ اعرابی کا یہ تاثر مشاہدہ فرما کر حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اس اعرابی کے دل میں ایمان جگہ کر گیا"۔ حضرت زید بن اسلمؓ سے بھی ایسا ہی ایک واقعہ مروی ہے۔

ذرۃ کی تفسیر چیونٹیوں میں سب سے چھوٹی چیونٹی کو عربی میں " ذرہ " کہتے ہیں۔ نیز آفتاب کی شعاعوں میں چھت کے کسی سوراخ سے اڑتا ہوا غبار جو نظر آتا ہے

اس کے ایک ایک ریزے کو بھی ذرہ کہتے ہیں۔ اس کا دوسرا نام ھبآء بھی ہے جیسا کہ دوسری جگہ اللہ سبحانہ نے فرمایا:۔ وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ھبآء منثورا۔ اور ہم متوجہ ہوئے (کافروں کے کیئے ہوئے) ایک ایک عمل کی طرف' پھر کر دیا اس کو ھبآء یا ذرہ بکھرا ہوا' نہ اس کا کوئی وزن اور نہ اس کا کوئی ثواب۔ اس طرح کافروں کے اعمال خیر آخرت میں رائگاں جائیں گے۔

حضرت حبر الامہ ابن عباسؓ نے فرمایا:۔ اذا وضعت راحتك على الارض ثم رفعتها فكل واحد مما لزق بها من التراب ذرة۔ جب تم اپنی ہتھیلی یا ہاتھ زمین پر رکھو پھر اس کو اٹھالو تو ہاتھ یا ہتھیلی کو جو مٹی یا غبار لگا ہوا ہو اس کا ایک ایک ریزہ' ذرہ ہے۔" ایک دفعہ حضرت موصوف سے لوگوں نے "ذرہ" کی تفسیر دریافت کی تو آپ نے مٹی میں ہاتھ ڈال کر نکالا پھر اس کو پھونکا اور فرمایا کہ اس پھونکنے سے جو ریزے ہوا میں اڑتے دکھائی دے رہے ہیں یہی ذرات ہیں۔

حضرت یحییٰ بن عمارؒ فرماتے ہیں:۔ حبة الشعير اربع ارزات والارزة اربع سمسمات والسمسمة اربع خردلات والخردلة اربعة اوراق نخالة وورق النخالة ذرة۔ جو کا ایک دانہ = ۴ چاول۔ اور ایک چاول = ۴ تل اور ایک تل = ۴ دانے رائی کے۔ اور ایک رائی مساوی بھوسی کی ۴ پتیوں کے' اور

ہر پتی مساوی ذرہ کے ''۔

ام المومنین رضؓ کا استدلال

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں :۔ ذکر لنا ان عائشۃ رضی اللہ عنہا جاءھا سائل فسأل فامرت لہ بتمرۃ فقال لھا قائل یا ام المومنین انکم لتصدقون بالتمرۃ قالت نعم واللہ ان الخلق کثیر ولا یشبعہ الا اللہ اولیس فیھا مثاقیل ذر کثیرۃ۔ (عبد بن حمید) ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک سائل آیا اور اس نے کچھ مانگا۔ تو انھوں نے ایک کھجور دے دینے کا حکم دیا۔ اسکو دیکھ کر کسی نے عرض کیا۔ ام المومنین! آپ حضرات کھجور کا ایک دانہ بھی خیرات میں دیا کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ خدا کی قسم! مخلوق بہت ساری ہے۔ ان سب کو شکم سیر کھلانا' اللہ سبحانہ ہی کا کام ہے۔ پھر فرمایا کیا کھجور کے ایک دانے میں کئی ذرے شریک نہیں ہیں؟'' اسی قسم کے واقعات حضرت فاروق اعظم اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نسبت بھی بیان کئے گئے ہیں۔ جن کے پاس انگور کا خوشہ رکھا ہوا تھا اور انھوں نے اس سے ایک دانہ خیرات میں دیا۔ اور فرمایا کہ اس میں بہت سارے ذرات شریک ہیں۔ حضرت سعد بن مالکؓ کا ایک واقعہ ہے :۔ اتاہ سائل وبین یدیہ طبق علیہ

تمر فاعطاہ تمرۃ فقبض السائل یدہ فقال سعد ویحک تقبل اللہ منا مثقال الذرۃ والخردلۃ وکم فی ھذہ من مثاقیل الذر۔ (سعد) ان کے پاس ایک سائل آیا ایسے حال میں کہ ان کے پاس ایک طبق میں کھجوریں رکھی تھیں آپ نے ان میں سے سائل کو کھجور کا ایک دانہ دیا۔ اس حالت کو دیکھ کر سائل نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ حضرت سعد نے فرمایا۔ تجھ پر افسوس ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ تو ہماری خیرات کا ایک ایک ذرہ اور رائی کا ایک ایک دانہ قبول فرمائے (اور تو کھجور کا دانہ قبول نہیں کرتا دیکھتا نہیں کہ) اس میں کتنے ذرے شریک ہیں" ان روایات میں یہ سبق دیا جارہا ہے کہ سائل کو کچھ نہ کچھ دے دینا چاہیے اس کو خالی ہاتھ واپس نہ کیا جائے۔ انسان میں جب یہ صفت پیدا ہو جائے تو وہ کسی کو خالی ہاتھ واپس نہ کرے گا اور اپنے حالات کے لحاظ سے کم زیادہ دیتا ہی رہے گا۔ اور ایسا عمل ہر شخص کر سکتا ہے۔ کوئی بار نہ ہوگا۔ دارومدار صدق نیت اور اخلاص پر ہے۔ خیرات کی کمی زیادتی کا اعتبار نہیں۔

حضور انور کا ایک خطبہ حضرت شداد بن اوس رضی فرماتے ہیں:۔ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ایھا الناس کونوا من ابناء الآخرۃ ولا تکونوا من ابناء الدنیا فان کل امّ یتبعھا ولدھا

اعملوا وانتم من اللہ علی حذر واعلموا انکم معروضون علی اعمالکم وانکم ملاقوا اللہ لا بدّ منہ فمن یعمل مثقال ذرّۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرّۃ شرّا یرہ۔ (حسین بن سفیان، ابونعیم) میں نے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے:۔ لوگو! تم فرزندان آخرت بنو۔ اور ابناء الدنیا نہ بنو۔ کیونکہ (آخرت میں) ہر بچہ اپنی ماں کے پیچھے پیچھے جائے گا۔ کوئی کام کرو اللہ سبحانہ کا خوف تمھارے پیش نظر رہے۔ اور خوب جانو کہ تم کو اپنے اعمال سے سابقہ پڑے گا۔ اور بالضرور تم کو اللہ سبحانہ سے ملنا ہے لہذا جو کوئی شخص ذرہ بھر بھی نیکی کرے گا وہ اس کو دیکھ لیگا اور جو کوئی ذرہ بھر بھی برائی کرے گا وہ اسکو بھی دیکھ لے گا۔"

حضرت ابوالدرداؓ کا تأثر حضرت ابوالدرداءؓ فرمایا کرتے تھے:۔ لولا ثلاث لاحببت ان لا ابقی فی الدنیا وضعی وجھی للسجود لخالقی فی اختلاف اللیل والنھار اقدمہ لحیاتی وظمأ الھواجر ومقاعدۃ اقوام ینتقون الکلام کما تنتقی الفاکھۃ وتمام التقوی ان یتقی اللہ تعالی العبد حتی یتقیہ فی مثقال ذرّۃ حتی ان یترک بعض ما یری انہ حلال خشیۃ ان یکون حراما حتی یکون حاجزا بینہ وبین الحرام ان اللہ

قد بین للناس الذی ھو یصیرھم الیہ قال فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ
ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ ۔ فلا تحقرن شیئا من الشر ان تتقیہ
ولا شیئا من الخیر ان تفعلہ ۔ (امام احمدؒ، ابن المنذر) اگر تین چیزیں نہ ہوتیں تو
میں دنیا میں گھڑی بھر کے لئے رہنے پر بھی آمادہ نہ ہوتا۔ ایک یہ کہ دنیا میں میرے لئے
موقع ہے کہ بدلتے ہوئے لیل و نہار میں اپنا سر اپنے خالق کے آگے سجدہ کرنے کے لئے
جھکاتا رہوں۔ یہ اس لئے کرتا ہوں کہ اپنی اخروی زندگی میں میرے کام آئے دوسرا
یہ کہ عین دوپہر میں راہ خدا میں سفر کرتے ہوئے بھوک پیاس کی تکلیف برداشت
کرنے کا موقع ملتا ہے۔ تیسرا یہ کہ لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کے مواقع حاصل ہوتے ہیں تاکہ
ان کی مفید باتوں کا انتخاب کیا جائے جیسا کہ میوہ کے اچھے برے کا انتخاب کیا جاتا
ہے۔ اور کامل تقوی یہ ہے کہ بندہ اللہ سبحانہ تعالیٰ سے ذرہ ذرہ میں بھی ڈرتا رہے
اور بعض حلال چیزوں کو بھی چھوڑ دے اس اندیشہ سے کہ کہیں وہ حرام نہ ہو۔ اور
یہی احتیاط اس کو حرام سے دور رکھ سکتی ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے وہ تمام چیزیں
بیان فرمادی ہیں جن سے انسان کو سابقہ پڑنے والا ہے چنانچہ اللہ پاک نے
فرمادیا۔ پھر جو کوئی ذرہ بھر نیکی کریگا وہ اس کو دیکھ لیگا اور جو کوئی ذرہ بھر برائی
کریگا وہ اس کو بھی دیکھ لیگا۔ لہذا کسی برائی سے بچئے اور کسی کار خیر کے کرنے سے

کبھی نہ چوکو۔ اور نہ اس کو حقیر سمجھو۔"

نجات کا سامان کرو نیکی کرکے یا شر سے بچکر

ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا:۔ سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اتقوا النار ولو بشق تمرۃ ثم قرأت فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ۔ (ابن مردویہ)

میں نے رسول دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرمایا کرتے تھے کہ دوزخ کی آگ سے بچتے رہو اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی راہ خدا میں دیکر کیوں نہ ہو" اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا:۔ اعلموا ان الجنۃ والنار اقرب الی احدکم من شراک نعلہ۔ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ۔ (ابن مردویہ) یقین جانو کہ جنت اور دوزخ تم میں سے ایک ایک شخص سے اس کی جوتی کے تسموں سے بھی قریب تر ہے۔ لہذا جس نے ذرہ بھر نیکی کی وہ اس کو دیکھ لیگا اور جس نے ذرہ بھر بدی کی ہوگی وہ اسکو بھی دیکھ لیگا۔

بھلائی برائی سواریوں میں

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ الخیل لثلاثۃ لرجل اجر ولرجل ستر ولرجل وزر الحدیث قال وسئل عن الحمر فقال ما انزل علیّ فیھا الا ھذہ الآیۃ الجامعۃ الفاذۃ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل

مثقال ذرۃ شرا یرہ۔ (امام مالکؒ امام احمدؒ بخاریؒ مسلمؒ نسائیؒ ابن ماجہ) گھوڑے تین قسم کے لوگوں کے ہوتے ہیں ۔ ایک کے لئے موجب اجر ہیں اور ایک کے لئے موجب پردہ پوشی اور ایک کے لئے بارِ عظیم۔ (اجر اس کے لئے جو فی سبیل اللہ باندھ رکھا ہو۔ اور ستر و پردہ پوشی اس کی جو اپنی ضروریات کے لئے پالتا ہو۔ اور بوجھ اس کے حق میں جو اپنی شان دکھانے اور تکبر و غرور کی نیت سے رکھتا ہو) اتنے میں کسی نے عرض کیا کہ گدھوں کے باب میں کیا ارشاد ہوتا ہے ؟ تو فرمایا کہ ان کے بارے میں مجھ پر کوئی آیت نازل نہیں ہوئی مگر آیۃ جامعہ فمن یعمل ومن یعمل میں جو کچھ بتایا گیا ہے کہ جس نے ذرہ بھر نیکی کی تو وہ اس کو دیکھ لیگا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی تو وہ اس کو بھی دیکھ لیگا "

دعا ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہم کو اور تمام مسلمان بھائیوں کو نیکی کی توفیق دے اگرچہ وہ بظاہر کتنی ہی چھوٹی دکھائی دیتی ہو۔ اور ہر برائی سے محفوظ رکھے گو وہ کیسی ہی حقیر و بے مایہ ہو۔ آمین یارب العالمین ۔ وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ الطیبین واصحابہ اجمعین ۔

سورۂ اذا زلزلت کی تفسیر ختم ہوئی ۔ الحمد للہ والمنہ ۔